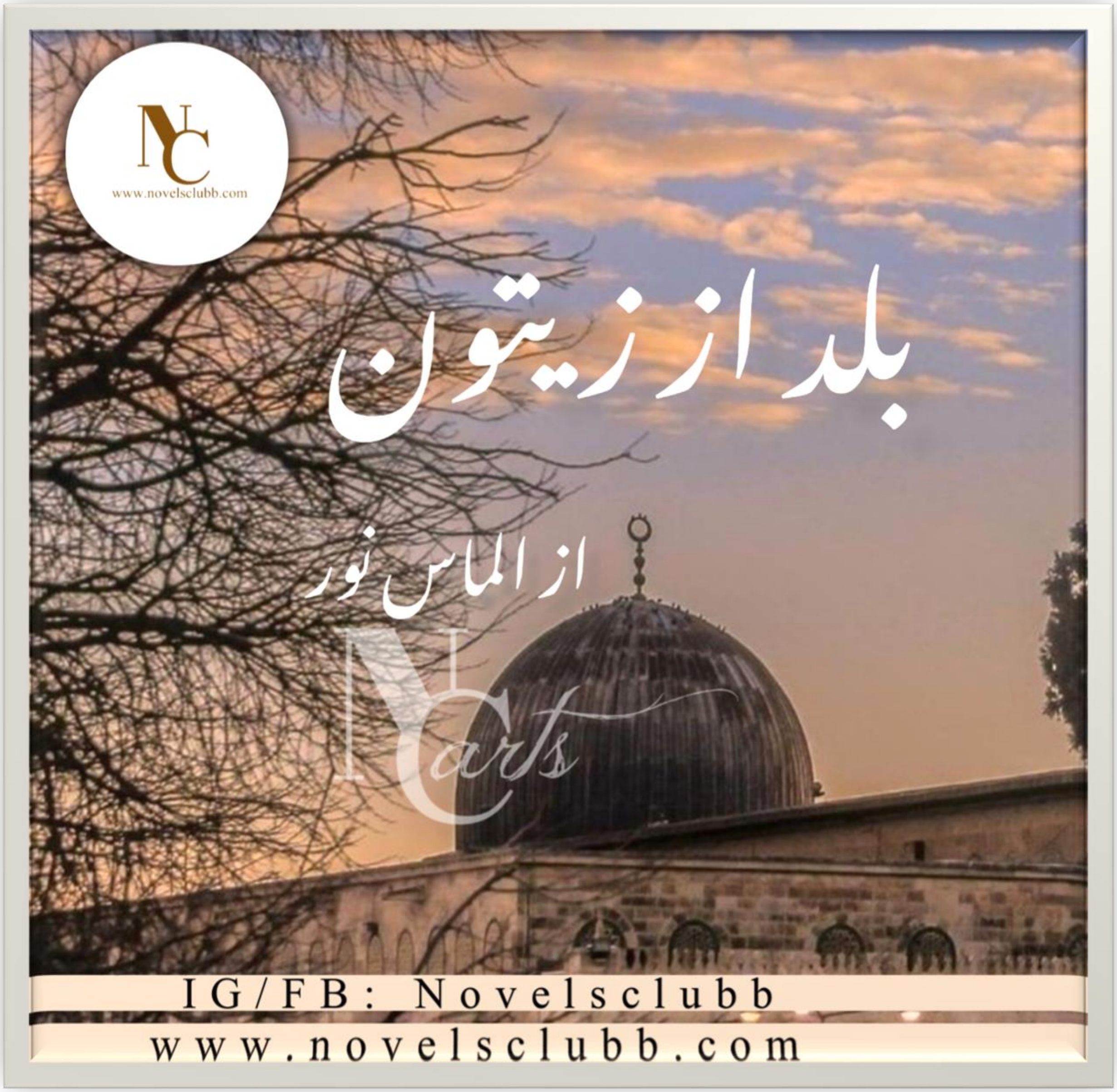
www.novelsclubb.com
بلد از زیتون
از الماس نور
IG/FB: Novelsclubb
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

بلد از زیتون

از قلم

الماس نور

www.novelsclubb.com

ملبے کا دباو بہت سخت تھا۔ وہ نیچے نجانے کتنے روز سے دبا تھا۔ ہلنا جلنا بے حد محال تھا۔ آہستہ آہستہ آنکھیں بند ہونے لگیں تھیں۔ آنکھیں بند ہوئیں تو وہ بد صورت اندھیرا چھٹ گیا۔

وہ خود کو دیکھ رہا تھا۔ ننھا سا بچہ اپنے والد کے ساتھ کھڑا تھا۔ بندر گاہ پر جہازوں کی بہتات تھی۔ ساحل پر بہت خوبصورت ہوا چل رہی تھی۔ نیلا صاف شفاف آسمان بہت خوبصورت تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا جو لٹے پٹے بہت خراب حال میں اس کی سر زمین میں داخل ہو رہے تھے۔ یہ ہولوکاسٹ کے واقعے کے بعد ہٹلر سے بچنے والے یہودی پناہ گزین تھے۔

"یہ یہاں کیوں آرہے ہیں بابا؟" بچے نے سر اٹھائے والد سے سوال کیا۔

"انھیں کسی نے پناہ نہیں دی بیٹا مگر ہم مسلمان ہیں ہم رحم دل ہیں" وہ شخص مسکرا کر اس بچے کو بتا رہا تھا۔ پھولے پھولے گالوں اور سرخ و سفید رنگت والا وہ بچہ بھر پور مسکرایا۔

"ہم مسلمان ہیں ہم رحم دل ہیں" اس نے آہستہ آہستہ دہرایا۔

www.novelsclubb.com

وہ اب اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلنے جا رہا تھا۔ دور تک پھیلے کھیتوں اور زیتون کے درختوں کی چھاوں ایسا حسین نظارہ فلسطین پر کبھی بہت عام ہوا کرتا تھا۔ صاف شفاف بم کے ذروں سے پاک ہوا بھی میسر تھی۔

تھک ہار کر واپس آیا تو گرما گرم روٹی نے استقبال کیا۔ وہ اس تکلیف میں بھی اپنے تصور کی بنا پر مسکرایا۔ روٹی آہ روٹی۔

تب وافر مقدار میں خوراک اور پانی بھی دستیاب تھے۔ زندگی بے فکر تھی پر امن تھی۔ سرزمین زیتون پر زندگی کبھی بہت دلکش ہوا کرتی تھی۔

منظر بدلتے گئے۔ پہلی جنگ عظیم ہو چکی تھی۔ وہ نوجوان بہت خوشی سے برطانیہ کا بیان سن رہا تھا۔ وہ انھیں ملک دینے کا وعدہ کر رہے تھے کیونکہ وہ سرزمین عرب فلسطینیوں کی ملکیت تھی۔

بلا خر اپنے باپ اور بڑے بھائی کی شہادت کے بعد انھیں اپنا ملک ملنے جا رہا تھا۔

آنکھ کھل گئی۔ کہیں سے بہت زیادہ گرجدار آواز آئی تھی۔ غالباً کوئی اور بم پھینکا گیا تھا۔ ملبے تلے دبے اس بوڑھے کے آنسو رواں ہوئے۔ نجانے کوئی بچا بھی تھا یا نہیں۔ نجانے وہ یہ جان پائے گا یا نہیں۔ جسم بلکل محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ شاید کچل گیا تھا۔ سانس لینا بہت دشوار تھا۔

انتظار کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ کبھی کوئی اس ملبے کو ہٹا کر اسے نکال لے گا۔ زندہ یا مردہ یہ وقت نے طے کرنا تھا۔

www.novelsclubb.com

بہت دیر تک یونہی بے حس و حرکت پڑے رہنے کے بعد آنکھیں بند ہوئیں تو منظر اندھیرے کو چیرتے پھر سے رنگ بھرنے لگے مگر اس بار محض ایک رنگ نمایاں ہوا۔

اس منظر میں جو رنگ نمایاں تھا وہ سرخ تھا۔ سرخ جو خون کا رنگ ہے۔

وہ حیرت زدہ سا ساکت اپنے بہترین دوست کی لاش دیکھ رہا تھا۔جو اسرائیلیوں نے بچھائی تھی۔ کبھی ان کے ٹکڑوں پر پلنے پر آج ان پر ظلم کر رہے تھے۔ مدد کو کوئی نہیں تھا۔اس کے ساکت وجود میں جنبش ہوئی۔ یہ قتل وغارت ابھی نئ تھی۔ ابھی اس کی عادت نہیں تھی۔اس نے بہت رو رو کر اپنے دوست کو دفنایا تھا۔

پندرہ ہزار فلسطینیوں کو شہید کر دیا گیا تھا۔گھروں پر قبضہ اور پتھراو بہت عام سی بات بن گئی تھی۔

تھکے ہارے گھر لوٹتے ابراہیم نے ایک دن گھر پر موجود لوگوں کے جھمگٹے کو دیکھا تو فوراً دوڑتے ہوئے گھر میں داخل ہوا اگلے نظر آنے والے منظر کے بعد اس کی دلخراش چیخ سنائی دی "یااللہ "لہولہان وجود اس کی ماں کا تھا۔اس نے اپنے گھر کا

تیسرا فرد بھی کھو دیا تھا۔

بہت سے لوگ اس سب سے تنگ آ کر اپنے گھروں کو چھوڑ کر جا چکے تھے۔

اسرائیل کا ناجائز وجود جو کہ برطانیہ کا جیمس بلفور نامی شخص کے ساتھ معاہدے کا ثمر تھا اپنی گھناؤنی شکل دکھانا شروع کر چکا تھا۔اس کے دوست بہت بھاری دل کے ساتھ گھروں کی چابیاں لیے جاتے دکھائی دیے وہ بس خاموشی سے دیکھتا رہا۔ وہ نہیں گیا وہ اپنی زمین کے بغیر زندہ رہنے کا حوصلہ نہیں رکھتا تھا۔اپنے چھوٹے بھائی کو ساتھ لیے وہ اب بھی غزہ میں مقیم رہا۔اس امید کے ساتھ کہ ایک دن آزادی ان کا مقدر ہو گی۔

ملبے پر دباوا اچانک بڑھ گیا تھا۔ شاید کچھ اور آ گرا تھا۔ تکلیف حد سے سوا ہو گئی تھی۔

وہ اب بھی بمباری کی خوفناک آواز سن سکتا تھا۔ وہ اب بھی زندہ تھا۔ اس نے آنکھیں ایک بار پھر بند کیں۔ اس نے اپنا تصور دوبارہ بنانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہو سکا۔ دیدہ بیدار کے ساتھ خواب ناممکن سی بات ہے۔

بہت حسرت سے اندھیرے کو دیکھا۔ پتا نہیں روشنی اب نصیب ہونی بھی تھی یا نہیں۔ بمباری کی آواز کچھ پل رکی تھی اور پھر دوبارہ شروع ہو چکی تھی۔ کھلیں آنکھیں تھک چکیں تھیں۔ سانس اب مزید دشوار ہو گیا تھا۔ نیند مہربان ہو گئی۔

وہ اپنے گھر میں غم و غصے سے بیٹھا تھا۔ یونائیٹڈ نیشن نے اسرائیل کو ملک تسلیم کر لیا تھا۔ وہ زمین جس پر ناجائز قبضہ ہوا تھا یونائیٹڈ نیشن نے قابض قوت کو ملک تسلیم کر لیا تھا۔ یہ ظلم تھا یہ زیادتی تھی۔

صیہونیوں نے اب کھل کر مظالم کا آغاز کیا۔ فلسطینیوں کو ویسٹ بینک، یورشلم اور غزہ جیسے علاقوں کی طرف بھیجا گیا۔

اپنے ہر بنیادی حق سے محروم فلسطینیوں نے اس اوپن ائیر پر زن میں جینا شروع کیا جہاں جس وقت دل چاہے انھیں گرفتار کیا جا سکتا تھا۔ قتل کیا جا سکتا تھا۔

رنگوں نے ہالہ بدلا وہاں اب ایک کلاس روم تھا۔ ''سر ابراہیم''ان کے ساتھی کولیگ نے معزرت خواہ مسکراہٹ کے ساتھ انھیں کلاس سے باہر بلایا۔

وہ خاموشی سے باہر آئے۔ کولیگ نے کچھ بتایا تو وہ تیزی سے باہر بھاگے۔

ان کا چھوٹا بھائی اس دن اسرائلی فوج کی گولی کا نشانہ بنا تھا۔وہ کچھ نہیں کر سکے۔

ایک اور شیہد ایک اور جان۔

ان کا بیٹا اس فوجی سے چچا کا بدلہ چاہتا تھا ایک پتھر اٹھائے وہ طیش میں بھاگا اس نے اپنی بیوی کو اپنے بیٹے کے پیچھے بھاگتے دیکھا۔

''محمد رک جاو'' انھوں نے بیٹے کو پکارا۔

www.novelsclubb.com

ایک لڑکے کے پتھر کے جواب میں اسرائیلی فوج نے دو لاشیں بچھائیں تھیں۔ان کے بیٹے کی اور ان کی بیوی کی۔

سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔ماں، باپ، بھائی، بیوی اور اکلوتا بیٹا سب۔

وہ پھر بھی پوری دلجمعی سے پڑھاتے رہے۔ وہ ایک بہترین استاد تھے۔ ہر بار انھیں کسی نا کسی شاگرد کی شہادت کی خبر موصول ہوتی رہتی۔ وہ پھر بھی پر امید رہتے۔ پھر بھی مضبوط رہتے۔

انھیں کسی بھی لمحے گھروں سے بے دخل کیا جا سکتا تھا۔ کوئی ایسا دن نہیں تھا جب وہاں شہادتیں نا ہوں۔

اس کے ہمسائیوں نے اسے اپنے گھر رہنے پر رضا مند کر لیا۔ سب ایک ہی درد کے مارے تھے۔ سب ایک جیسے تھے۔ انھوں نے تہوار نہیں دیکھے تھے۔ کوئی دن ایسا نہیں تھا جب انھوں نے چھ نمازیں نا پڑھی ہوں۔

مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی بڑھنے لگی تھی۔ سارا عالم عرب اور مسلمان خواب خرگوش میں تھے۔ انھیں پرواہ نہیں تھی اور پھر حماس نے اپنا کردار ادا کیا۔ طوفان الاقصیٰ۔

اسے یاد تھا اس نے کئی پہر خوشی سے آنسو بہائے تھے۔ وہ بہت خوش تھا۔ ایک یقین جاگا تھا کہ امت مسلمہ یکجا ہو کر اب اسرائیل کو نست و نابود کر دے گی۔
حماس کے سربراہ اسماعیل ہنیہ نے بس دس فیصد اسلحہ ہی تو مانگا تھا۔ حکم قرآن پر فوج ہی تو بلائی تھی۔ امت مسلمہ جو جسد واحد ہے وہ ایک ہی پکار پر لبیک کیوں نا آتی؟.

ملبے اور سانس نا لینے کی تکلیف بہت چھوٹی تھی۔ اپنے سارے پیاروں کو کھونے پر بھی وہ اتنا غمگیں نہیں ہوا تھا جتنا عالم عرب کی خاموشی سے ہوا تھا۔ جتنا خالی کھوکھلے بیان اسے تکلیف دے رہے تھے اتنا تو کچھ نہیں دے رہا تھا۔

اسرائیل نے جوابی حملے میں پورا غزہ کھنڈر بنا تھا۔ وہ بچوں بوڑھوں اور نہتے لوگوں پر بھی ترس نہیں کھا رہے تھے۔ ایسے ہی ایک بم کی بدولت اس وقت وہ گھر کے ملبے تلے دبا تھا۔

کوئی آواز سنائی دی۔ شاید لوگ پہنچ گئے تھے۔ ملبہ ہٹایا جا رہا تھا۔ اس نے ملبہ ہٹنے پر سانس لیا۔ اگلا منظر ایک ہسپتال کا تھا۔

www.novelsclubb.com

پٹیوں میں جکڑا اس کا نحیف وجود بہت شدید تکلیف میں تھا مگر یہاں وہ اکیلا نہیں تھا۔ یہاں ایسے اور کئی لوگ تھے۔ ہسپتال اس قابل نہیں تھا کہ زخمیوں کو امداد دے سکے مگر پھر بھی کوشش جاری تھی۔ ہر طرح سے زخمیوں کی مدد کی جا رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایمبولینس اور رضاکار تیزی سے زخمیوں کو لا رہے تھے۔ کہیں ڈاکٹر دل کڑا کیے اپنے ہی شہید بچوں کو دیکھ رہے تھے تو کہیں کوئی نرس یہ کہ رہی تھی کہ اس کی خواہش ہے کہ وہ اپنے بچوں سمیت شہید ہو۔ وہ اپنے بچوں کو اس دنیا میں چھوڑ جانے کا حوصلہ نہیں رکھتی تھی۔

کوئی قریب اپنے فون پر موجود نیوز سن رہا تھا۔ بوڑھے کا سارا جسم کان بن گیا۔ کیا دنیا کو علم تھا کہ ایک ننھی سی لڑکی سر سے بہتے خون کے ساتھ روتے ہوئے اپنے ماں باپ کو ڈھونڈ رہی ہے؟

''ورلڈ کپ میں پاکستان کو شکست'' اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔

کیا ایک کھیل زیادہ اہم تھا؟ کیا دنیا کو یہ جاننے میں دلچسپی نہیں تھی کہ یہاں مائیں

اپنے لخت جگر کے جسم کے ٹکڑوں سے ان کی پہچان کرتی پھر رہی ہیں؟.

""ترکی کے صدر طیب اردگان کا کہنا ہے کہ ترکی، فلسطین پر ہونے والے مظالم پر خاموش نہیں رہے گا, چاہے ساری دنیا اس کو نظر انداز کر دے"" اگلی خبر شروع ہو چکی تھی۔

بے یقینی پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ""تو کیا صرف ایک بیان کافی تھا؟ محض ایک بیان؟ فوج،اسلحہ،امداد؟""۔

www.novelsclubb.com

اب سعودی عرب میں جاری کنسرٹ کی ویڈیو پلے ہو رہی تھی وہ گانے کی آواز بخوبی سن سکتا تھا.

اس نے پوری قوت سے چہرہ موڑ کر اس نوجوان کو دیکھا جو یہ نیوز دیکھ رہا تھا۔

اس نوجوان کے چہرے پر کیا تھا؟مایوسی؟ڈر؟دکھ؟نہیں! وہاں صرف افسوس تھا۔

اس نے حیرت سے نوجوان کو دیکھا۔

''ان لوگوں نے مدد کیوں نہیں کی؟''بوڑھے نے کہا تو آواز کپکپا گئی۔

www.novelsclubb.com

ہسپتال کے آس پاس بہت شور تھا۔فائرنگ اور بم گرنے لگا۔پوری عمارت لرز رہی تھی۔

''کیونکہ اللہ نے توفیق نہیں دی''اس نے بے حد افسوس سے کہا''جن کو اللہ نے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

توفیق دی ہے وہ شریک ہیں جہاد میں۔ وہ بائیکاٹ کر رہے ہیں۔ جہاد بلقلم کر رہے ہیں جہاد بلمال کر رہے ہیں"۔

"ابو عبیدہ (ترجمان حماس) سے جب پوچھا گیا کہ آپ دوسرے ممالک سے مدد کی اپیل کیوں نہیں کرتے تو انھوں نے کہا کہ وہ صرف اللہ سے مدد مانگتے ہیں۔ جس کو اللہ چاہے گا۔ وہ اس سرزمین کی حفاظت کے لیے آئے گا" اس لڑکے نے آنسو صاف کیے سکون سے بتایا۔

www.novelsclubb.com

"اب میرا دل نہیں دکھتا ہم تو شہید ہوں گے ہم تو قبلہ اول کی خاطر شہید ہونے والوں میں لکھے جائیں گے مگر یہ قومیں معاف نہیں کی جائیں گی۔ انھیں حساب دینا ہو گا" اس کے لہجے میں آگ کی تپش تھی۔

''آج یہ ہماری فریاد نہیں سنتے بروز قیامت ہم نہیں سنیں گے۔ہم بھی ایسے ہی خاموشی سے ان کا تماشہ دیکھیں گے''اس نے آرام سے بات مکمل کی۔

''ہاں انشاءاللہ''بوڑھے ابراہیم نے ٹوٹتی سانسوں کے درمیان جواب دیا۔

''ایک دن آئے گا جب مجاہد ایک طرف ہوں گے اور باقی پچھتائیں گے''وہ نوجوان مسکرایا تو بوڑھا شخص بھی مسکرایا۔

www.novelsclubb.com

ہسپتال کے اس حصے پر بم گرا۔ایک منٹ میں وہاں صرف خون اور کھنڈر دکھ رہے تھے۔ناوہاں اب وہ بوڑھا شخص تھانااس نوجوان کی لاش بس چیتھڑے اور لال سیال اگر کچھ فضامیں موجود تھا تو وہ ایک جملے کی بازگشت تھی۔

''آج یہ ہماری فریاد نہیں سنتے بروز قیامت ہم نہیں سنیں گے''۔

www.novelsclubb.com